ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب و تدوین: لطف الرحمٰن خان

سورۃ الانفال

آیات ۱ تا ۴

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠
وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ
قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ
الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ
وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

ن ف ل

نَفَلَ یَنْفُلُ (ن) نَفْلاً : (۱) زیادہ عطیہ دینا۔ (۲) مالِ غنیمت تقسیم کرنا۔

نَفَلٌ، ج: اَنْفَالٌ (اسم ذات) : مالِ غنیمت۔ زیر مطالعہ آیت ۱

نَافِلَۃٌ : (۱) فرض سے زیادہ، اضافی (۲) اولاد کی اولاد، پوتا۔ ﴿وَمِنَ الَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ ﴾ (الاسراء:۷۹) ’’اور رات میں سے جاگ کر نماز پڑھیے اس میں، اضافی ہوتے ہوئے آپؐ کے لیے۔‘‘ ﴿وَوَھَبْنَا لَہٗٓ اِسْحٰقَ ۭ وَیَعْقُوْبَ نَافِلَۃً ۭ﴾ (الانبیاء:۷۲) ’’اور ہم نے عطا کیا انؑ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ پوتا ہوتے ہوئے۔‘‘

و ج ل

وَجِلَ یَوْجَلُ (س) وَجَلاً : دل میں خوف محسوس کرنا، کانپ اٹھنا، ڈرنا۔ زیر مطالعہ آیت ۲

وَجِلٌ (صفت ہے جو اسم الفاعل کے معنی میں آتا ہے) : خوف محسوس کرنے والا، ڈرنے والا۔ ﴿اِنَّا

مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ (الحجر) ''بے شک ہم تم لوگوں سے خوف محسوس کرنے والے ہیں۔''

ترجمہ:

یَسْئَلُوْنَكَ : یہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	عَنِ الْاَنْفَالِ: اموالِ غنیمت کے بارے میں
قُلِ : آپؐ کہہ دیجیے	الْاَنْفَالُ : اموالِ غنیمت
لِلّٰهِ : اللہ کے لیے ہے	وَالرَّسُوْلِ : اور ان رسولؐ کے لیے ہے
فَاتَّقُوا : پس تم لوگ تقویٰ اختیار کرو	اللّٰهَ : اللہ کا
وَاَصْلِحُوْا : اور اصلاح کرو	ذَاتَ بَيْنِكُمْ : تمہارے درمیان والی (رنجش کی)
وَاَطِيْعُوا : اور اطاعت کرو	اللّٰهَ : اللہ کی
وَرَسُوْلَهٗٓ : اور اس کے رسول کی	اِنْ : اگر
كُنْتُمْ : تم لوگ	مُّؤْمِنِيْنَ : ایمان لانے والے ہو
اِنَّمَا : کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	الْمُؤْمِنُوْنَ : ایمان لانے والے
الَّذِيْنَ : وہ لوگ ہیں جو کہ	اِذَا : جب کبھی بھی
ذُكِرَ : ذکر کیا جاتا ہے	اللّٰهُ : اللہ کا
وَجِلَتْ : تو کانپ اٹھتے ہیں	قُلُوْبُهُمْ : ان کے دل
وَاِذَا : اور جب کبھی	تُلِيَتْ : پڑھ کر سنائی جاتی ہیں
عَلَيْهِمْ : ان کو	اٰيٰتُهٗ : اس کی آیات
زَادَتْهُمْ : تو وہ زیادہ کرتی ہیں ان کو	اِيْمَانًا : بلحاظ ایمان کے
وَّعَلٰى رَبِّهِمْ : اور اپنے ربّ پر ہی	يَتَوَكَّلُوْنَ : وہ لوگ بھروسہ کرتے ہیں
الَّذِيْنَ : وہ لوگ جو	يُقِيْمُوْنَ : قائم رکھتے ہیں
الصَّلٰوةَ : نماز کو	وَمِمَّا : اور اس میں سے جو
رَزَقْنٰهُمْ : ہم نے عطا کیا ان کو	يُنْفِقُوْنَ : وہ لوگ خرچ کرتے ہیں
اُولٰٓئِكَ : وہ لوگ	هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ : ہی ایمان لانے والے ہیں
حَقًّا : حقیقتاً	لَهُمْ : ان کے لیے ہی
دَرَجٰتٌ : درجے ہیں	عِنْدَ رَبِّهِمْ : ان کے رب کے پاس
وَمَغْفِرَةٌ : اور مغفرت ہے	وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ : اور باعزت رزق ہے

نوٹ: آیت ۲ میں زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا کے الفاظ سے معلوم ہو گیا کہ ایمان ایک ایسے درخت کی مانند ہے جس کی جڑ

بھی ہے اور شاخیں بھی۔ عقائد اس کی جڑ ہیں اور احکامِ شرعی اس کی شاخیں اور برگ و بار ہیں۔ جس طرح ایک شاداب درخت اپنی جڑوں سے بھی غذا حاصل کرتا ہے اور اپنی شاخوں اور پتوں سے بھی' اسی طرح ایمان عقائد کی معرفت اور احکام کی بجا آوری' دونوں سے غذا اور قوت حاصل کرتا ہے۔ اس لیے اس کے صحیح نشوونما کے لیے ضروری ہے کہ اس کی جڑ اور اس کی شاخوں' دونوں کی دیکھ بھال ہوتی رہے۔ اس طرح یہ بڑھتا اور پھلتا پھولتا ہے اور اس کے مفقود ہو جانے سے وہ گھٹتا' سکڑتا اور مردہ ہو جاتا ہے۔ (تدبرِ قرآن)

آیات ۵ تا ۱۰

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝۵ يُجَادِلُوْنَكَ
فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝۶ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ
اِحْدَى الطَّآىِٕفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ
يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۷ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ
الْمُجْرِمُوْنَ ۝۸ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ
مُرْدِفِيْنَ ۝۹ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَىِٕنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰

ش و ك

شَاكَ يَشُوْكُ (ن) شَوْكًا : کسی کو کانٹا چبھونا۔

شَوْكٌ (اسم جنس) واحد شَوْكَةٌ، ج: اَشْوَاكٌ : کانٹا' جنگی ہتھیار۔ زیر مطالعہ آیت ۷

غ و ث

غَاثَ يَغُوْثُ (ن) غَوْثًا : مدد کرنا۔ ﴿اِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ﴾ (الکہف:۲۹) ''اگر وہ لوگ مدد کے لیے پکاریں گے تو ان کی مدد کی جائے گی ایک پانی سے جیسے پگھلی ہوئی دھات۔''

اِسْتَغَاثَ يَسْتَغِيْثُ (استفعال) اِسْتِغَاثَةً : مدد کے لیے پکارنا۔ زیر مطالعہ آیت ۹

ر د ف

رَدِفَ يَرْدَفُ (س) رَدْفًا : کسی کے پیچھے سوار ہونا' کسی کے پیچھے لگنا۔ ﴿عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝۷۲﴾ (النمل) ''ہوسکتا ہے کہ تمہارے پیچھے آ لگی ہو اس کی بعض جس کی تم جلدی مچاتے ہو۔''

رَادِفَةٌ : پیچھے لگنے والی۔ ﴿تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝۷﴾ (النازعات) ''پیچھے آئے گی اس کے پیچھے لگنے والی۔''

اَرْدَفَ يُرْدِفُ (افعال) اِرْدَافًا : (۱) کسی کو کسی کے پیچھے لگانا۔ (۲) کسی کو اپنے پیچھے لگانا' لگاتار آنا۔

مُرْدِفٌ: لگاتار آنے والا۔ زیرِ مطالعہ آیت ۹

ترکیب: (آیت ۷) ''یَعِدُ'' کا مفعول اول ''کُمْ'' ہے اور مفعول ثانی ''اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ'' ہے۔ اس لیے ''اِحْدٰی'' حالتِ نصب میں آیا ہے۔ ''اَنَّھَا لَکُمْ'' تاکید کے لیے ہے۔ ''اَنْ یُّحِقَّ'' کے ''اَنْ'' پر عطف ہونے کی وجہ سے ''یَقْطَعَ'' حالت نصب میں ہے۔ اس لیے اس کا ترجمہ اسی لحاظ سے ہوگا۔

ترجمہ:

کَمَآ: جیسے کہ	اَخْرَجَکَ: آپؐ کو نکالا
رَبُّکَ: آپؐ کے رب نے	مِنْ بَیْتِکَ: آپؐ کے گھر سے
بِالْحَقِّ: حق کے ساتھ	وَاِنَّ: اور بے شک
فَرِیْقًا: ایک فریق	مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ: مؤمنوں میں سے
لَکٰرِھُوْنَ: یقیناً ناپسند کرنے والا تھا	یُجَادِلُوْنَکَ: وہ لوگ بحث کرتے تھے آپؐ سے
فِی الْحَقِّ: حق (بات) میں	بَعْدَ مَا: اس کے بعد کہ جو
تَبَیَّنَ: واضح ہوا	کَاَنَّمَا: گویا کہ
یُسَاقُوْنَ: وہ لوگ ہانکے جاتے ہیں	اِلَی الْمَوْتِ: موت کی طرف
وَ: اس حال میں کہ	هُمْ: وہ
یَنْظُرُوْنَ: دیکھتے ہیں	وَاِذْ: اور جب
یَعِدُکُمْ: وعدہ کیا تم سے	اللّٰهُ: اللہ نے
اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ: دو جماعتوں کی ایک کا	اَنَّھَا: کہ وہ
لَکُمْ: تمہارے لیے ہے	وَتَوَدُّوْنَ: اور تم لوگ چاہتے تھے
اَنَّ: کہ	غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْکَةِ: ہتھیار والی کے علاوہ
تَکُوْنُ: ہو	لَکُمْ: تمہارے لیے
وَیُرِیْدُ: اور چاہتا تھا	اللّٰهُ: اللہ
اَنْ: کہ	یُّحِقَّ: وہ حق کرے
الْحَقَّ: حق کو	بِکَلِمٰتِهٖ: اپنے فرمانوں سے
وَیَقْطَعَ: اور وہ کاٹے	دَابِرَ الْکٰفِرِیْنَ: کافروں کی جڑ کو
لِیُحِقَّ: تاکہ وہ حق کرے	الْحَقَّ: حق کو
وَیُبْطِلَ: اور باطل کرے	الْبَاطِلَ: باطل کو
وَلَوْ: اور اگرچہ	کَرِهَ: ناپسند کریں

الْمُجْرِمُوْنَ : مجرم لوگ

اِذْ : جب

تَسْتَغِيْثُوْنَ : تم لوگ مدد کے لیے پکارتے تھے

رَبَّكُمْ : اپنے رب کو

فَاسْتَجَابَ : تو اس نے جواب دیا

لَكُمْ : تمہارے لیے

اَنِّيْ : کہ میں

مُمِدُّ : مدد کرنے والا ہوں

كُمْ : تمہاری

بِاَلْفٍ : ایک ہزار سے

مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ : فرشتوں میں سے

مُرْدِفِيْنَ : لگاتار آنے والے ہوتے ہوئے

وَمَا جَعَلَهُ : اور نہیں بنایا اس کو

اللّٰهُ : اللہ نے

اِلَّا : مگر

بُشْرٰى : خوشخبری

وَلِتَطْمَئِنَّ : اور تا کہ مطمئن ہوں

بِهٖ : اس سے

قُلُوْبُكُمْ : تمہارے دل

وَمَا النَّصْرُ : اور نصرت نہیں ہے

اِلَّا : مگر

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ : اللہ کے پاس سے

اِنَّ اللّٰهَ : بے شک اللہ

عَزِيْزٌ : بالا دست ہے

حَكِيْمٌ : حکمت والا ہے

نوٹ: یہ آیات ان روایات کی تردید کر رہی ہیں جو جنگ بدر کے سلسلہ میں عموماً کتب سیرت و مغازی میں نقل کی جاتی ہیں، یعنی یہ کہ ابتداءً نبی اکرم ﷺ اور مؤمنین قافلے کو لوٹنے کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے تھے۔ پھر چند منزل آگے جا کر جب معلوم ہوا کہ قریش کا لشکر قافلہ کی حفاظت کے لیے آ رہا ہے، تب یہ مشورہ کیا گیا کہ قافلے پر حملہ کیا جائے یا لشکر کا مقابلہ؟ اس کے برعکس قرآن یہ بتا رہا ہے کہ جس وقت نبی اکرم ﷺ اپنے گھر سے نکلے تھے اسی وقت یہ امر حق آپؐ کے پیش نظر تھا کہ قریش کے لشکر سے فیصلہ کن مقابلہ کیا جائے۔ اور یہ مشاورت بھی اسی وقت ہوئی تھی کہ قافلہ اور لشکر میں سے کس کو حملہ کے لیے منتخب کیا جائے اور باوجود اس کے کہ مؤمنین پر یہ حقیقت واضح ہو چکی تھی کہ لشکر ہی سے نمٹنا ضروری ہے، پھر ان میں سے ایک گروہ اس سے بچنے کے لیے حجت کرتا رہا۔ اور بالآخر جب آخری رائے یہ قرار پا گئی کہ لشکر ہی کی طرف چلنا چاہیے تو یہ گروہ مدینہ سے یہ خیال کرتا ہوا چلا کہ ہم سیدھے موت کے منہ میں ہانکے جا رہے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

آیات ۱۱ تا ۱۹

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ
عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ
اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ

الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۭ﴿١٢﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿١٣﴾ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿١٤﴾ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿١٥﴾ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ
دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَاۗءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ
وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿١٦﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ
وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَاۗءً حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿١٧﴾ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ
الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٨﴾ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَاۗءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ
وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـــًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٩﴾

ع ن ق

عَنِقَ يَعْنَقُ (س) عَنَقًا : لمبی گردن والا ہونا۔

عُنُقٌ، ج: اَعْنَاقٌ : گردن۔ زیر مطالعہ آیت ۱۲

ب ن ن

بَنَّ يَبِنُّ (ض) بَنًّا : کسی جگہ اقامت پذیر ہونا۔

بَنَانٌ (اسم جنس) : واحد بَنَانَةٌ ج بَنَانَاتٌ : انگلیوں کے پور۔ زیر مطالعہ آیت ۱۲

ز ح ف

زَحَفَ يَزْحَفُ (ف) زَحْفًا : آہستہ آہستہ گھسٹنا، کثرت کی وجہ سے لشکر کا آہستہ آہستہ چلنا، زیر مطالعہ آیت ۱۵

ح و ز

حَازَ يَحُوْزُ (ن) حَوْزًا : اکٹھا کرنا، جمع کرنا۔

تَحَوَّزَ يَتَحَوَّزُ (تفعل) تَحَوُّزًا : سانپ کا کنڈلی مارنا، حمایتی سے جاملنا۔

مُتَحَيِّزٌ (اسم الفاعل) : جاملنے والا۔ زیر مطالعہ آیت ۱۶

ترجمہ:

اِذْ : جب	يُغَشِّيْكُمُ : اس نے ڈھانپ دیا تم کو
النُّعَاسَ : اونگھ سے	اَمَنَةً : امن ہوتے ہوئے
مِّنْهُ : اپنی طرف سے	وَيُنَزِّلُ : اور اس نے اتارا
عَلَيْكُمْ : تم پر	مِّنَ السَّمَاۗءِ : آسمان سے
مَاۗءً : کچھ پانی	لِّيُطَهِّرَكُمْ : تاکہ وہ پاک کرے تم کو

بِهٖ :اس سے

عَنۡكُمۡ :تم سے

وَلِيَرۡبِطَ :اور تاکہ وہ مضبوط کرے

وَيُثَبِّتَ :اور وہ جمادے

الۡاَقۡدَامَ :قدموں کو

يُوۡحِىۡ :وحی کیا

اِلَى الۡمَلٰٓئِكَةِ :فرشتوں کی طرف

مَعَكُمۡ :تمہارے ساتھ ہوں

الَّذِيۡنَ :ان لوگوں کو جو

سَاُلۡقِىۡ :میں ڈالوں گا

كَفَرُوا :کفر کیا

فَاضۡرِبُوۡا :پس تم لوگ مارو

وَاضۡرِبُوۡا :اور مارو

كُلَّ بَنَانٍ :سب پوروں کو

بِاَنَّهُمۡ :اس سبب سے کہ انہوں نے

اللّٰهَ :اللہ کی

وَمَنۡ :اور جو

اللّٰهَ :اللہ کی

فَاِنَّ :تو بے شک

شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ: گرفت کرنے کا سخت ہے

فَذُوۡقُوۡهُ :پس تم لوگ چکھو اس کو

لِلۡكٰفِرِيۡنَ :کافروں کے لیے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ :اے لوگو جو

اِذَا :جب کبھی

الَّذِيۡنَ :ان سے جنہوں نے

زَحۡفًا :لشکر کے چلتے ہوئے

وَيُذۡهِبَ :اور وہ لے جائے

رِجۡزَ الشَّيۡطٰنِ :شیطان کی نجاست کو

عَلٰى قُلُوۡبِكُمۡ :تمہارے دلوں کو

بِهِ :اس سے

اِذۡ :جب

رَبُّكَ :آپ ﷺ کے رب نے

اَنِّىۡ :کہ میں

فَثَبِّتُوا :پس تم لوگ جمادو

اٰمَنُوۡا :ایمان لائے

فِىۡ قُلُوۡبِ الَّذِيۡنَ : ان کے دلوں میں جنہوں نے

الرُّعۡبَ :رعب

فَوۡقَ الۡاَعۡنَاقِ :گردنوں کے اوپر

مِنۡهُمۡ :ان میں سے

ذٰلِكَ :یہ

شَآقُّوا :مخالفت کی

وَرَسُوۡلَهٗ :اور اس کے رسول کی

يُّشَاقِقِ :مخالفت کرے گا

وَرَسُوۡلَهٗ :اور اس کے رسول کی

اللّٰهَ :اللہ

ذٰلِكُمۡ : یہ ہے

وَاَنَّ :اور یہ کہ

عَذَابَ النَّارِ :آگ کا عذاب ہے

اٰمَنُوۡۤا :ایمان لائے

لَقِيۡتُمُ :تم لوگ ملو

كَفَرُوۡا :کفر کیا

فَلَا تُوَلُّوۡهُمُ :تو تم مت پھیرو ان سے

الْاَدْبَارَ : پیٹھوں کو

وَمَنْ : اور جو

يُّوَلِّهِمْ : پھیرے گا ان سے

يَوْمَئِذٍ : اس دن

دُبُرَهٗٓ : اپنی پیٹھ کو

اِلَّا : سوائے اس کے کہ

مُتَحَرِّفًا : جھکائی دینے والا ہوتے ہوئے

لِّقِتَالٍ : قتال کے لیے

اَوْ : یا

مُتَحَيِّزًا : ملنے والا ہوتے ہوئے

اِلٰی فِئَةٍ : کسی جماعت کی طرف

فَقَدْ بَآءَ : تو وہ لوٹا

بِغَضَبٍ : ایک غضب کے ساتھ

مِّنَ اللّٰهِ : اللہ (کی طرف) سے

وَمَاْوٰىهُ : اور اس کا ٹھکانہ

جَهَنَّمُ : جہنم ہے

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ : اور کتنی بری ہے لوٹنے کی جگہ

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ : تو تم لوگوں نے قتل نہیں کیا ان کو

وَلٰكِنَّ : اور لیکن

اللّٰهَ : اللہ نے

قَتَلَهُمْ : قتل کیا ان کو

وَمَا رَمَيْتَ : اور آپؐ نے نہیں پھینکا

اِذْ : جب

رَمَيْتَ : آپؐ نے پھینکا

وَلٰكِنَّ : اور لیکن

اللّٰهَ : اللہ نے

رَمٰى : پھینکا

وَلِيُبْلِيَ : اور تاکہ وہ آزمائے

الْمُؤْمِنِيْنَ : مؤمنوں کو

مِنْهُ : اس سے

بَلَآءً حَسَنًا : جیسا کہ خوبصورت آزمانے کا حق ہے

اِنَّ اللّٰهَ : بے شک اللہ

سَمِيْعٌ : سننے والا ہے

عَلِيْمٌ : جاننے والا ہے

ذٰلِكُمْ : یہ ہے

وَاَنَّ : اور یہ کہ

اللّٰهَ : اللہ

مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ : کافروں کے داؤں کا کمزور کرنے والا ہے

اِنْ : اگر

تَسْتَفْتِحُوْا : تم لوگ فیصلہ مانگتے ہو

فَقَدْ جَآءَكُمُ : تو آچکا ہے تمہارے پاس

الْفَتْحُ : فیصلہ

وَاِنْ : اور اگر

تَنْتَهُوْا : تم لوگ باز آجاؤ

فَهُوَ : تو یہ

خَيْرٌ : بہتر ہے

لَّكُمْ : تمہارے لیے

وَاِنْ : اور اگر

تَعُوْدُوْا : تم لوگ دوبارہ کرو گے	نَعُدْ : تو ہم (بھی) دوبارہ کریں گے
وَلَنْ تُغْنِيَ : اور ہرگز بے نیاز نہیں کرے گی	عَنْكُمْ : تم کو
فِئَتُكُمْ : تمہاری جماعت	شَيْئًا : کچھ بھی
وَّلَوْ : اور اگر	كَثُرَتْ : وہ زیادہ (بھی) ہو
وَاَنَّ : اور یہ کہ	اللّٰهَ : اللہ
مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ : مؤمنوں کے ساتھ ہے	

نوٹ ۱: ہمارے کچھ بھائیوں کی رائے ہے کہ احادیث کی سند پر تو بہت تحقیق ہوئی ہے لیکن ان کے متن پر تحقیق نہیں ہوئی‘ حالانکہ اس کی سخت ضرورت ہے۔ اس ضمن میں وہ لوگ جو حوالے دیتے ہیں‘ ان میں زیر مطالعہ آیت ۱۱ کا حوالہ شامل ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ عین اس وقت اونگھ طاری ہو جائے جب زور و شور سے جنگ جاری ہو اور حالت یہ ہو جائے کہ لوگوں کے ہاتھوں سے تلواریں چھوٹ کر گر پڑی ہوں‘ یہ بات عقل قبول نہیں کرتی‘ جبکہ ابن کثیر میں یہی مفہوم دیا ہے‘ اس لیے احادیث کے متن پر تحقیق کی ضرورت ہے۔ حقیقت واضح کرنے کے لیے پہلے ہم ابن کثیر کی متعلقہ عبارت نقل کر رہے ہیں‘ اس کے بعد اپنی وضاحت پیش کریں گے:

> ’’اللہ پاک ان احسانات کو یاد دلاتا ہے کہ وقت جنگ تم پر غنودگی طاری کر کے ہم نے تم پر احسان کیا کہ اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کا جو تمہیں احساس تھا اور اس احساس کے تحت تم پر ایک خوف سا طاری تھا‘ اس سے تمہیں مامون کر دیا اور اسی طرح اللہ نے یومِ اُحد میں بھی کیا تھا (یہاں آیت ۳:۱۵۴ کی متعلقہ عبارت اور ترجمہ ہے)۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنگ اُحد کے روز مجھے بھی غنودگی آ گئی تھی کہ تلوار میرے ہاتھ سے گری جاتی تھی اور میں اٹھاتا جاتا تھا اور میں لوگوں کو بھی دیکھ رہا تھا کہ ڈھال سر پر لگائے ہوئے نیند میں جھول رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بدر کے روز مقداد رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کے پاس سواری نہیں تھی۔ ہم سب نیند کے عالم میں تھے‘ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے صبح تک نمازیں پڑھتے رہے اور خدا کے آگے روتے رہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بروز جنگ یہ اونگھ خدا کی طرف سے گویا ایک امن کی شکل میں تھی اور نماز میں یہی اونگھ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ قتادہؒ کہتے ہیں اونگھ سر میں ہوتی ہے اور نیند دل میں ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ غنودگی یومِ اُحد میں گھیرے ہوئے تھی اور یہ خبر تو بہت عام اور مشہور ہے اور یہاں آیت شریفہ سیاق قصہ بدر میں ہے اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ بدر میں بھی غنودگی طاری تھی اور یہ شدتِ جنگ میں مؤمنین پر طاری ہو جایا کرتی تھی تاکہ ان کے قلوب اللہ کی مدد سے مطمئن اور مامون رہیں اور یہ مؤمنین پر اللہ کا فضل اور رحمت ہے۔‘‘

اب پہلی بات یہ نوٹ کریں کہ اس پوری عبارت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد منقول نہیں ہے ۔

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

دوسری بات یہ نوٹ کریں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کسی قول سے یہ مترشح نہیں ہے کہ یہ اونگھ عین حالتِ کارزار

میں طاری ہوئی تھی‘ نہ اُحد میں اور نہ ہی بدر میں۔ سورۂ آل عمران کی آیت اس ضمن میں بہت واضح ہے کہ اُحد میں شکست ہو جانے کے بعد مسلمان فوج کے ایک گروہ پر ایک اونگھ طاری کی گئی تھی اور طلحہ ؓ اس کی کیفیت بیان کر رہے ہیں۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ وہؓ عین حالت جنگ کی کیفیت بیان کر رہے ہیں تو یہ اس کے اپنے ذہن کا تصوراتی ہیولہ ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حضرت علی ؓ کا قول بہت واضح ہے کہ یہ اونگھ رات کے وقت طاری کی گئی تھی۔ جبکہ ابن مسعود ؓ اور قتادہؒ کے اقوال آیت زیر مطالعہ کی تفسیر سے متعلق ہیں‘ جنگ کے ذاتی تجربہ کا بیان نہیں ہے۔ البتہ ابن کثیرؒ کا اپنا قول یہ ہے کہ اونگھ عین حالت جنگ میں طاری کی گئی تھی۔ تو یہ ایک مفسر کا قول ہے جس سے اختلاف ممکن ہے اور اکثر مفسرین نے انؒ کی رائے سے اختلاف کیا بھی ہے۔

مذکورہ تجزیہ سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اسناد کی تحقیق کے بعد جب معلوم ہو جائے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے تو پھر اس کے متن پر تحقیق کرنا چہ معنی دارد۔ ایسا سوچنا بھی بڑی جسارت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی امان میں رکھے‘ البتہ کسی متن سے کوئی جو مفہوم اخذ کرتا ہے‘ اس مفہوم پر تحقیق ہو سکتی ہے اور اس ضرورت کے ہم معترف ہیں۔ فی زمانہ اس ضمن میں ایک مزید ضرورت کا اضافہ ہو گیا ہے۔ وہ اس طرح کہ پاکستان بننے کے بعد ہمارے معاشرے میں نو دولتیوں کا ایک طبقہ وجود میں آیا تھا‘ آج کل نو تعلیمیوں کا ایک طبقہ وجود میں آ گیا ہے۔ یہ لوگ جس طرح کے مفاہیم اخذ کرتے ہیں اس کا ایک نقشہ آپ مذکورہ بالا تجزیہ میں دیکھ چکے۔ ان کے دو چار اور مفاہیم اگر آپ کے سامنے آ گئے تو آپ کو بھی اس ضرورت کا احساس ہونے لگے گا کہ مفہوم اخذ کرنے والے کے دماغ پر بھی تحقیق ہونی چاہیے کہ وہ ورکنگ آرڈر میں ہے کہ نہیں؟

آخری بات یہ ہے کہ احادیث کے متن پر تحقیق کرنے سے بات ختم نہیں ہوگی بلکہ بات شروع ہوگی۔ ایک صاحب کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں جو قرآن مجید کی چند آیات کے متن پر تحقیق کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ یہ اللہ کا کلام اور قرآن مجید کی آیات نہیں ہو سکتیں‘ بلکہ یہ من گھڑت (موضوع) آیات ہیں جو کسی نے قرآن میں شامل کر دی ہیں۔ اپنی تحقیق کا لب لباب بڑی داد طلب نظروں سے جب وہ میرے سامنے پیش کر چکے تو میں نے اعتراف کیا کہ آپ کی ریسرچ اتنی گہری ہے کہ وہ ’’خوض‘‘ کے ’’رتبہ‘‘ کو پہنچی ہوئی ہے۔ اس لیے صرف آپ ہی اس کے اہل ہیں کہ اب آپ اس آیت کے متن پر تحقیق کریں جس میں اللہ نے قرآن کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ جیسے جاہل سے ہمیشہ کے لیے قطع تعلق کر لیا۔

نوٹ۲: آیت ۱۹ میں خطاب مؤمنوں سے نہیں بلکہ کافروں سے ہے۔ مشرکین جنگ بدر کے لیے جب مکہ سے چلنے لگے تو غلافِ کعبہ پکڑ کر دعا مانگنے لگے کہ اے خدا دونوں فریقوں میں جو تیرے نزدیک افضل ہے اور جس کا قبلہ بہتر ہے اس کی مدد فرما (ابن کثیرؒ)۔ آیت میں اسی کا حوالہ ہے۔